ترتیب

مقالۂ افتتاحیہ

عریاں لٹریچر	رئیس احمد جعفری	۳

تراجم خصوصی

مسئلۂ خلافت اور جمہور امت	رئیس احمد جعفری	۶

فکر و نظر

تصوف کے مابعد الطبیعی مسائل	محمد حنیف ندوی	۸
پاکستانی مسلمانوں میں شادی بیاہ کی رسمیں	شاہد حسین رزاقی	۲۲

شعر و سخن

غزل	غلام حسین اظہر	۳۶

نقد و تبصرہ

اجماع اور باب اجتہاد وغیرہ	رئیس احمد جعفری	۳۷

ایک دلگداز سانحہ

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ پر قاتلانہ حملہ		۴۲

مطبوعاتِ ادارہ ۶۹

طابع ناشر	مطبوعہ	مقام اشاعت
پروفیسر ایم۔ ایم شریف	دین محمدی پریس۔ لاہور	ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

رئیس احمد جعفری

مقالۂ افتتاحیہ

عریاں لٹریچر

جس کثرت اور جس آسانی سے بازار ادب میں عریاں لٹریچر دستیاب ہو جاتا ہے اسے دیکھ کر بے ساختہ حالی کا یہ مصرعہ زبان پر آجاتا ہے:

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے!

یہ عریاں لٹریچر اردو، اور انگریزی ـــــ فارسی تک میں ـــــ پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تبلیغ و ترویج کے لیے "ایک آنہ" لائبریریوں کا سلسلہ قائم ہے۔ آپ کو کتاب خریدنے کی ضرورت نہیں۔ ایک آنہ دیجیے، کتاب رات بھر میں ختم کیجیے، اور دوسرے دن پھر کوئی ایسی ہی کتاب حاصل کر لیجیے۔

یہ کتابیں اگر سن رسیدہ اور اخلاق باختہ لوگ پڑھیں پھر بھی کسی نہ کسی حد تک اسے گوارا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس کے زیادہ گاہک اسکول اور کالج کے طلبہ اور طالبات ہیں۔ اس طرح اس لٹریچر کی اشاعت ہماری نئی نسل کو تباہ کر رہی ہے۔ اس کے فوری استیصال کی اشد ضرورت ہے۔

آج کے بچّے اور نوجوان کل کی قوم بنیں گے۔

لیکن اس طرح کا لٹریچر بڑھ کر کس طرح کی قوم بنیں گے؟ اس کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے لٹریچر پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیے تو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ نوعمر طلبہ اور طالبات کے لیے بڑے بڑے مصنفین سے دلچسپ کتابیں لکھوائی جاتی ہیں، اور انھیں سستے داموں زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس طرح نوعمری ہی سے ان میں قومی احساس اور ملی شعور، اور مذہبی جذبہ بیدار ہونے لگتا ہے، اور جب وہ زندگی کے میدان

میں بڑے ہو کر قدم رکھتے ہیں تو ترغیبات ناواجب کے دور سے گزر چکے ہوتے ہیں، اور اپنی ان ذمہ داریوں سے پورے طور پر واقف ہوتے ہیں جو ملت اور مذہب کی طرف سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔

ہماری ایک بدقسمتی تو یہ ہے کہ ہمارے ناشرین ایسا تعمیری اور تخلیقی لٹریچر شایع نہیں کرتے جو نئی پود کے لیے خضرِ راہ ثابت ہو، اور اسے غیر محسوس طور پر لیکن رفتہ رفتہ ان فرائض سے آشنا کر دے جو ایک زندہ قوم کے فرد کی حیثیت سے آگے چل کر اس پر عائد ہونے والے ہیں۔

اگر ناشرین کرام نے اس طرف توجہ کی ہوتی تو شاید عریاں اور فحش لٹریچر کی یہ وبا نہ پھیلتی۔ طلبہ اور طالبات کو اپنے ذوق اور اپنی پسند کی کتابیں مل جاتیں۔ وہ فرصت کے لمحات ان کے مطالعہ میں صرف کرتے۔ مادی اور مالی اعتبار سے بھی یہ کام خاصا نفع بخش ہو سکتا تھا۔ مصر کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ وہاں اس طرح کی کتابیں شائع ہوتی ہیں، اور ہاتھوں ہاتھ نکل جاتی ہیں۔ مختصر سی مدت میں کئی کئی ایڈیشن شایع ہوتے ہیں، پھر بھی مانگ پوری نہیں ہوتی اس لیے کہ نوعمروں کو اگر ایک مرتبہ چسکا لگ جائے تو وہ اپنا جیب خرچ دوسری تفریحوں کے بجائے دلچسپ اور سبق آموز اور نتیجہ خیز کتابوں کی خرید پر شوق سے صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن ناشر حضرات نے ابھی تک یہ بات محسوس نہیں کی ہے۔ اس لیے ان سے زیادہ توقعات قائم کرنا مناسب نہ ہوگا۔

اس سلسلے کی دوسری بدقسمتی یہ ہے کہ حکومت نے عریاں اور فحش لٹریچر پر قدغن تو لگا دی ہے لیکن اس کے استیصال پر اب تک اتنی توجہ نہیں کی گئی ہے جتنی کرنی چاہیے تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کی قدغن کے باوجود اس طرح کی اخلاق سوز کتابیں بازار میں بغیر کسی دشواری کے دستیاب ہو جاتی ہیں، جن سے نئی نسل کا اخلاق بگڑتا چلا جا رہا ہے۔

حکومت کے سوچنے کی چیز ہے کہ اس کی دار و گیر کے بعد اگر بازار سے یہ لٹریچر ختم ہو گیا تو بھی وہ خلا کس طرح پورا ہو گا جو کتابوں کے نابود ہو جانے سے پیدا ہو گا؟ اور ضروری ہے کہ وہ خلا پورا کیا جائے۔

اس سلسلے میں ہماری رائے یہ ہے کہ نئی نسل کے لیے مفید، سبق آموز، نتیجہ خیز اور دلچسپ لٹریچر

شایع کرنے کی ناشروں کو ترغیب دی جائے۔ انھیں نسبتاً زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ کاغذ سستا فراہم کیا جائے تاکہ کتابوں کی قیمت وہ کم رکھیں۔ اور ہر سال ایک انعام اس ناشر کو دیا جائے جس نے ملک بھر میں سب سے زیادہ اور سب سے اچھی کتابیں نئی نسل کی اصلاح اخلاق و ذہن سے متعلق شایع کی ہوں۔

اس ترکیب پر اگر عمل کیا گیا تو ہمیں یقین ہے نتائج حسب دل خواہ برآمد ہوں گے اور وہ خلا پر ہو جائے گا جو موجودہ اخلاق سوز لٹریچر کے ختم ہو جانے سے پیدا ہوگا۔

حکومت کو ان مصنفین کی بھی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جو بچوں اور نوعمر نسل کے لیے اچھی کتابیں لکھیں۔ یہ بہت بڑی قومی خدمت ہے، اس کی بجا آوری میں جس طرح حکومت کو حصہ لینا چاہیے اسی طرح ناشرین اور مصنفین کو بھی پورے خلوص سے تعاون کرنا چاہیے اس لیے کہ نئی نسل میں ارباب حکومت، ناشرین اور مصنفین سب ہی کی اولاد شامل ہے۔ لہذا اس سے سب کا تعلق ہے اور سب کا فائدہ ہے۔

ہمیں امید ہے اصحاب متعلقہ ہماری اس ناچیز اور درد مندانہ گزارش پر توجہ کریں گے اور جلد از جلد کوئی ایسا اقدام کریں گے جو اس طوفان کو دور کر دے جس نے ہماری نئی نسل کو تباہ کرنے کا بیڑہ اٹھالیا ہے، اور جو لحہ بہ لحہ نہایت تیزی اور سرعت رفتار کے ساتھ بڑھتا چلا آ رہا ہے۔